پاکستانی عوام سعودی عرب کے احسانات فراموش نہ کریں

ہم کسی کو عراق کو کمزور کرنے کی اجازت نہیں دیں گے

جمعیت اہلحدیث نے کبھی امریکہ کے اقدام کو درست قرار نہیں دیا

"تحفظ حرمین شریفین موومنٹ" کے قائد علامہ محمد مدنی کا روزنامہ مرکز اسلام آباد کیلئے خصوصی انٹرویو

ملاقات: طارق محمود سمیر، محمد راحت منیر

علامہ محمد مدنی کو کویت پر عراق کے قبضے سے قبل صرف جمعیت اہلحدیث کے مرکزی رہنما کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا لیکن اگست کے دوسرے ہفتے میں جب سعودی عرب پر عراق کے حملے کے امکانات نظر آنے لگے تو علامہ محمد مدنی نے حرمین شریفین کے تحفظ کی غرض اور پاکستان کے عوام کو عراقی مظالم سے آگاہ کرنے کے لیے "تحفظ حرمین شریفین موومنٹ" کے نام سے ایک تنظیم بنائی وہ خود اس کے سربراہ بنے اور ملک کے اندر جلسے جلوس، سیمیناروں اور پریس کانفرنسوں کے ذریعے اپنے عوام کو ہموار کرنے کی کوشش شروع کی۔ "تحفظ حرمین شریفین موومنٹ" کے قائد علامہ محمد مدنی نے عرب میں ایم اے کیا ہے اور فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں۔ جہلم میں ان کے جامعہ کی بنیاد امام کعبہ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ علامہ صاحب ممتاز عالم دین اور معروف دینی درسگاہ جامعہ اثریہ کے پرنسپل ہیں۔ جمعیت اہلحدیث کے مرکزی سربراہ شہید علامہ احسان الٰہی ظہیر کے وہ کلاس فیلو بھی رہے ہیں۔ گزشتہ روز ان سے خلیج کی جنگ اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ علامہ صاحب سے جو گفتگو ہوئی قارئین حضرات

لیے پڑھ کر خلیج کی جنگ کے اصل ذمہ دار کا تعین کریں۔ جو بات تحفظ حرمین شریفین موومنٹ کے قائد سے ہوئی، نذرِ قارئین ہے۔

سوال: صدر صدام حسین کو دو اگست کے اقدام کی ضرورت کیونکر پیش آئی؟ اس پر مختصراً اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے؟

جواب: اگست سے تین چار ماہ قبل عراق اور کویت کے درمیان معمولی نوعیت کے اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ ان اختلافات کو ختم کرانے کی متعدد مرتبہ کوششیں ہوئیں، حتیٰ کہ کویت عراق کی ہر بات ماننے کو تیار ہو گیا اور حملہ کی رات کو جدہ میں جو آخری مذاکرات شاہ فہد کی موجودگی میں ہوئے، سعودی حکومت نے عراق اور کویت کے اختلافات ختم کرا دیئے لیکن عراق نے ہوسِ دولت اور ملک گیری میں کویت پر چڑھائی کر دی اور اس پر ناجائز قبضہ جما لیا۔ صدام حسین کو کسی بڑی طاقت نے مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لیے کویت پر قبضہ کرایا ہے۔ حالات آہستہ آہستہ ان باتوں سے پردہ اٹھائیں گے، ابھی تک صرف قیاس آرائیاں کی گئی ہیں اور کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی۔ صدام حسین ایسی شخصیت ہے جس کے بارے میں کوئی واضح بات نہیں کہی جا سکتی۔ صدام حسین نے کویت پر قبضہ کے فوراً بعد جو بیان دیا وہی سارے حقائق جاننے کے لیے کافی ہے۔ عراقی صدر نے کہا تھا کہ مجھے کویتی عوام نے آنے کی دعوت دی ہے اور میں کویت کے مظلوموں کی مدد کے لیے آیا ہوں۔ لیکن آج تک اسے ایک بھی کویتی ایسا نہیں ملا جسے وہ دنیا کے سامنے پیش کر کے کہتا کہ اس شخص کی دعوت پر کویت میں فوج بھیجی گئی۔

س: جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور دیگر کئی سیاسی دینی جماعتیں عراق پر امریکی جارحیت کی مذمت کر رہی ہیں۔ پھر جمعیت اہلحدیث نے امریکہ کے اقدام کو کس بنیاد پر درست قرار دیا ہے؟

ج: جمعیت اہلحدیث نے امریکہ کے عراق پر حملے کے اقدام کو کبھی بھی درست قرار نہیں دیا بلکہ ہمارا موقف واضح ہے، جو ہم نے قرآن و حدیث کے مطابق اپنایا ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی حمایت کی جائے۔ ہم یہ سمجھنے میں برحق ہیں کہ کویت کے خلاف جو اقدام کیا گیا ہے وہ ظلم کی انتہا ہے۔ عراق کے ظلم سے صرف اہلِ کویت کی رسوائی نہیں ہوئی، اس

کے ساتھ ساتھ کویت میں محنت مزدوری کرنے والے ایک لاکھ پاکستانی بھی ذلیل و رسوا ہو کر اپنا سب کچھ لٹا بیٹھے ہیں۔ اس سے پاکستان کی معیشت کو دھچکا لگا اور ایک لاکھ خاندان مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے۔ حکومت کو زرمبادلہ کا خسارہ ہوا تیل کی قیمت پانچ روپے فی لیٹر بڑھ گئی، جس کی وجہ سے مہنگائی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ کویت کے شہر کھنڈرات بن گئے اور کویت کے عوام دنیا بھر میں بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئے۔ ترقی یافتہ دور میں اس وحشیانہ حرکت کی کوئی مذہب اور قانون اجازت نہیں دیتا۔ ہم نے کویت کے مظلوموں کی پہلے سے حمایت کی اور آج تک اس پر قائم ہیں۔ اسی طرح عراق سعودی عرب کو بھی ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ ان حالات میں اگر اقوام متحدہ کے منشور پر عمل کرتے ہوئے اس کا ایک رکن ملک مصیبت کے وقت اسے پکارتا ہے تو سارے ملک اس منشور پر عمل کرتے ہوئے اس کی مدد کو آن پہنچتے ہیں۔ ان میں امریکہ، برطانیہ اور کئی یورپی ممالک کے علاوہ مصر، شام، پاکستان، بنگلہ دیش شامل ہیں۔ اس مدد میں امریکی اور غیر امریکی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ مظلوم کی حمایت کا مسئلہ ہے۔

سوال: اقوام متحدہ نے اتحادی افواج کو کویت خالی کرانے کا مینڈیٹ دیا تھا، جب کہ اتحادی افواج عراق پر بمباری کر کے جس طرح نہتے شہریوں کو شہید کر رہی ہیں، آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: ہمارے نزدیک بے گناہ شہریوں کو ظلم کا نشانہ بنانا برا فعل ہے۔ یہ بمباری عراق پر نہیں ہو رہی، بلکہ ہر مسلمان کے دل پر شدید ضربیں لگ رہی ہیں۔ اس پر جتنے بھی دکھ کا اظہار کیا جائے کم ہے اور ہم امریکی بمباری کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہر مرض کا کچھ علاج بھی ہوتا ہے، صرف مریض کے ساتھ رسمی کلمات سے تیمارداری کرنا کافی نہیں۔ ہم شروع سے یہ کہتے آ رہے ہیں کہ اس ظالم اور مجرم کی تلاش کی جائے جس نے یہ سب کچھ کرایا ہے۔ ریاض اور دہران ہو یا بغداد و بصرہ، ہمیں سب شہروں پر بمباری کا دکھ ہے۔

سوال: چیف آف دی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کے بیان کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: میں یہاں اس پر تبصرہ نہیں کرتا۔ لیکن اتنا بتا دوں کہ نہ جرنیلوں کی بات سنتا ہوں اور نہ ہی مارشل لا پر یقین رکھتا ہوں۔ وزیراعظم نواز شریف اور صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے جو

مؤقف خلیج کے بحران پر اختیار کیا ہے، وہ درست ہے، اور ہم ان کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات امریکہ کو بھی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم عراق کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سوال، کیا شاہ فہد نے غیر مسلم افواج کو مقدس سرزمین پر بلا کر قرآنی احکامات کی خلاف ورزی نہیں کی؟

جواب: شاہ فہد عبدالعزیز نے قرآن و حدیث اور چاروں اماموں کی فقہ کے مطابق اپنے تحفظ کے لیے افواج بلا کر کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ پوری اسلامی دنیا کے مختلف حوالوں سے امریکہ سے معاہدے ہیں۔ پاکستان نے بھی امریکہ سے کئی معاہدے کر رکھے ہیں۔ اگر وہ مجرم ہیں تو شاہ فہد نے بھی امریکی فوج ایک معاہدے کے تحت بلا کر کوئی جرم نہیں کیا۔

سوال، وزیراعظم نواز شریف کے امن مشن کی کامیابی کے کس حد تک امکانات ہیں؟

جواب، نواز شریف نے نازک حالات اور جنگی علاقہ میں امن کی خاطر جا کر ثابت کر دیا ہے کہ ان میں وہ تمام قائدانہ صلاحیتیں موجود ہیں، جن کی بنا پر وہ خلیج میں خونریزی کو رکوانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کی کوشش قابل تحسین ہے۔ وہ بہت سے ہیڈ کوارٹروں میں اردن گئے، کٹھن سفر کیا۔ ان کا امن مشن کامیاب ہو گا یا نہیں اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: یہ تاثر بھی دیا جا رہا ہے کہ کوئی مسلمان لیڈر نہیں، بلکہ ایک بیرونی طاقت خلیج میں جنگ بندی کرا سکتی ہے۔ اس بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب، میں اس بات سے متفق ہوں کہ کوئی مسلمان حکمران صدام کو جنگ بندی پر راضی نہیں کر سکتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صدام حسین، جس کے تعلقات کسی بھی مسلمان ملک کے ساتھ اچھے نہیں ہیں، اس نے اپنا سارا تانا بانا غیر مسلموں سے جوڑا ہے: گورباچوف اور چند شخصیتیں ہی صدام کے قریبی دوست ہیں۔ جس مسلمان ملک کا وزیر خارجہ عیسائی اور جس کے دیگر حکام لیڈر عیسائی اور یہودی مشترکہ ہوں، وہ کس مسلمان ملک کے حکمران کی بات مان سکتا ہے؟ ہاں البتہ پاکستان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ صدام کو اچھی طرح جانتے ہیں اور صدام ان کی ہر بات مانتا ہے۔ ان لوگوں میں امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد، مولانا شاہ احمد نورانی اور فضل الرحمٰن سرفہرست ہیں۔ ان کو بغداد بھیجا جائے، شاید صدام حسین انہی کے کہنے پر جنگ بند کر دے۔ لیکن یہ بات بھی اہم ہے کہ صدام کے ہوتے ہوئے جنگ بندی

ناممکن ہے لہٰذا صدام حکومت کا خاتمہ پہلے ہو پھر یہ جنگ بندی کی بات کی جائے۔

سوال: صدام حسین نے کویت کے ساتھ جس طرح مسئلہ فلسطین کو منسلک کرنے کی بات کی ہے، اس پر آپ کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: صدام حسین نے مسلمانوں کی ہمدردیاں لینے کے لیے اسرائیل پر حملے کی بات کی ہے۔ وہ اسرائیل کے حوالے سے دھوکہ دے رہا ہے، اس کی باتوں پہ یقین نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: پاکستان میں صدام کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے تحریک کے زیر اہتمام آئندہ آپ کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟

جواب: اگر ہمیں مجبور کیا گیا تو سڑکوں پر بھی آ سکتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک ملک کا امن و امان مقدم ہے، اس لیے کوئی جلسہ جلوس ابھی تک منعقد نہیں کیا گیا لائحہ عمل آئندہ چند روز تک بنا کر اعلان کر دیں گے۔

سوال: پاکستانی عوام کے لیے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: پاکستان کے عوام جذبات میں نہ آئیں اور عقل و شعور سے کام لیں۔ ہڑتالیں کر کے اپنی معیشت کو تباہ نہ کریں۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تباہی و بربادی سے بچائے۔ سعودی عرب نے شروع دن سے ہر نازک موڑ پر پاکستان کی بے پناہ مدد کی ہے، وہ ہمارے دکھ سکھ میں برابر کا شریک رہا اور اب بھی سعودی عرب میں پانچ لاکھ پاکستانی زرِ مبادلہ بھجوا رہے ہیں، پاکستانیوں کو احسان فراموش نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے نزدیک ہمارے مذہبی، روحانی و اقتصادی مفادات کا تعلق سعودی عرب اور کویت سے ہے۔ سعودی عرب، کویت اور عراق اگر پُرامن ہوں گے تو اُمتِ مسلمہ کو بھی ہر قسم کا سکون ملے گا۔